خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 2 مارچ 2020ء | 6 رجب 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:53

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰﴾

(الجمعۃ:10)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصّہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

خلاصہ خطبہ جمعہ

آنحضرتؐ سے عشق و محبت رکھنے والے اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابی حضرت مصعب بن عمیرؓ کی سیرت کا دلنشیں تذکرہ

حضرت مصعبؓ پہلے مبلغ اسلام تھے جن کی تبلیغ سے بہت سے افراد مسلمان ہوئے

حضرت مصعب بن عمیرؓ کو دو ہجرتیں کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپؓ نے پہلے حبشہ اور بعد میں مدینہ کی طرف ہجرت کی

حضرت مصعب بن عمیرؓ نے اسلام کی خاطر بہت قربانیاں پیش کیں آپؓ جلیل القدر صحابہؓ میں سے تھے اور ابتدا میں ہی اسلام قبول کرنے والے سابقین میں شامل تھے

مکرم ملک منور احمد جاوید نائب ناظر ضیافت اور مکرم پروفیسر منور شمیم خالد کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ مورخہ 28 فروری 2020ء بمقام مسجد مبارک ٹلفورڈ یوکے کا خلاصہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 28 فروری 2020ء کو مسجد مبارک، اسلا آباد ٹلفورڈ یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹر نیشنل پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا ۔ حضور انور نے فرمایا: آج جن صحابی کا ذکر ہو گا ان کا نام ہے حضرت مصعب بن عمیرؓ۔ ان کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو عبدالدار سے تھا ۔آپؓ کی کنیت ابو عبداللہ تھی اس کے علاوہ ابو محمد بھی بیان کی جاتی ہے۔ حضرت مصعبؓ کے والد کا نام عمیر بن ہاشم اور ان کی والدہ کا نام خناس یا حناس بنت مالک تھا جو مکہ کی ایک مالدار خاتون تھی۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے والدین ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کی والدہ نے ان کی پرورش بڑے ناز و نعم سے کی۔ وہ انہیں بہترین پوشاک اور اعلیٰ لباس پہناتی تھیں اور حضرت مصعبؓ مکہ کی اعلیٰ درجہ کی خوشبو استعمال کرتے اور حضرمی جوتا جو حضرموت کے علاقے کا بنا ہوتا تھا امیر لوگوں کے لئے مخصوص تھا ،وہاں کا پہنا کرتے تھے وہاں سے منگوا کے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کی بیوی کا نام حمنہ بنت جحش تھا جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ کی بہن تھیں۔ ان سے ایک بیٹی زینب پیدا ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو یاد کرتے تو فرمایا کرتے تھے کہ میں نے مصعب سے زیادہ حسین و جمیل اور نازونعمت اور آسائش میں پروردہ کوئی شخص نہیں دیکھا۔

حضور انور نے فرمایا : حضرت مصعب بن عمیرؓ جلیل القدر صحابہؓ میں سے تھے اور ابتدا میں ہی اسلام قبول کرنے والے سابقین میں شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ جب دارِ ارقم میں تبلیغ کیا کرتے تھے اس وقت آپؓ نے اسلام قبول کیا لیکن اپنی والدہ اور قوم کی مخالفت کے اندیشہ سے اسے مخفی رکھا۔ حضرت مصعبؓ چھپ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ ایک دفعہ عثمان بن طلحہ نے انہیں نماز پڑھتے دیکھ لیا اور ان کے گھر والوں اور والدہ کو خبر کر دی۔ والدین نے ان کو قید کر دیا۔ آپؓ قید میں ہی رہے یہاں تک کہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد بعض مہاجرین حبشہ سے مکہ واپس آئے تو حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی ان میں شامل تھے۔ آپؓ کی والدہ نے جب آپؓ کی حالت زار دیکھی تو آئندہ سے مخالفت ترک کر دی اور بیٹے کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

حضور انور نے فرمایا : حضرت مصعب بن عمیرؓ کو دو ہجرتیں کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپؓ نے پہلے حبشہ اور بعد میں مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو میں نے آسائش کے زمانے میں بھی دیکھا اور مسلمان ہونے کے بعد بھی۔ اسلام کی خاطر انہوں نے اتنے دُکھ جھیلے کہ میں نے دیکھا کہ اُن کے جسم سے جِلد اس طرح اُترنے لگی تھی جیسے سانپ کی کینچلی اُترتی ہے اور نئی جِلد آتی ہے ۔یہ قربانی کے ایسے ایسے معیار تھے جو حیرت انگیز ہیں۔ایک روز مصعب بن عمیرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے جب آپؐ اپنے صحابہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضرت مصعبؓ کے پیوند شدہ کپڑوں میں چمڑے کی ٹاکیاں لگی ہوئی تھیں۔ کہاں تو وہ کہ اعلیٰ درجہ کا لباس اور کہاں مسلمان ہونے کے بعد یہ حالت کہ چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ صحابہؓ نے حضرت مصعبؓ کو دیکھا تو سر جھکا لئے کہ وہ بھی حضرت مصعب بن عمیرؓ کی تبدیلی حالت میں کوئی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے آ کر سلام کیا آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب دیا اور اس کی احسن رنگ میں ثناء بیان فرمائی پھر فرمایا کہ الحمد للہ دُنیا داروں کو اُن کی دُنیا نصیب ہو۔ میں نے مصعب کو اس زمانے میں دیکھا ہے جب شہر مکہ میں اس سے بڑھ کر صاحبِ ثروت و نعمت کوئی نہ تھا۔ یہ ماں باپ کی عزیز ترین اولاد تھی مگر خدا اور اُس کے رسول کی

باقی صفحہ نمبر 6 پر

اس شمارہ میں

خلاصہ خطبہ جمعہ مورخہ 28 فروری 2020ء

متن خطبہ جمعہ 7 فروری 2020ء

مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

کورونا وائرس کے پیش نظر دعائیہ تقریب

فرمانِ رسول ﷺ

نماز باجماعت کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے گھر سے وضو کیا۔ پھر وہ اللہ کے گھر یعنی مسجد کی طرف گیا تاکہ وہاں فرض نماز ادا کرے تو مسجد کی طرف جاتے ہوئے جتنے قدم اس نے اٹھائے ان میں سے اس کے ایک قدم سے اگر ایک گناہ معاف ہو گا تو دوسرے قدم سے اس کا ایک درجہ بلند ہو گا۔ یعنی ہر ہر قدم پر اسے ثواب ملے گا۔

(مسلم باب المشی الی الصلوٰۃ)

دربارِ خلافت

جمعہ اور قبولیت کی گھڑی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ جمعہ اور رمضان کو آپس میں ایک مشابہت حاصل ہے اور وہ یہ کہ جمعہ بھی قبولیتِ دعا کا دن ہے اور رمضان بھی قبولیتِ دعا کا مہینہ ہے۔ جمعے کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز کے لیے مسجد میں آ جائے اور خاموش بیٹھ کر ذکرِ الٰہی میں لگا رہے، امام کا انتظار کرے اور بعد میں اطمینان کے ساتھ خطبہ سنے اور نماز باجماعت میں شامل ہو تو اس کے لیے خاص طور پر خدا تعالیٰ کی برکات نازل ہوتی ہیں اور پھر ایک گھڑی جمعے کے دن ایسی بھی آتی ہے کہ جس میں انسان جو دعا بھی کرے قبول ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعے کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا :اس میں ایک گھڑی ہے جو مسلمان بندہ اس گھڑی کو ایسی حالت میں پائے گا کہ وہ اس میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہو گا تو وہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے گا وہ اس کو ضرور دے گا اور آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ گھڑی تھوڑی سی ہے۔ یہ بخاری کی حدیث ہے جس کا پہلے ذکر تھا ۔یہ بھی ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔

آپؓ لکھتے ہیں کہ قانونِ الٰہی کے ماتحت اس حدیث کی ایک تعبیر تو ضرور کرنی پڑے گی کہ وہی دعائیں قبول ہوتی ہیں جو سنت اللہ اور قانونِ الٰہی کے مطابق ہوں۔ غلط قسم کی دعائیں تو بہرحال قبول نہیں ہوں گی۔ دعائیں وہی قبول ہوں گی جو اللہ کی سنت کے مطابق ہیں۔ جو جائز دعائیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق ہیں لیکن جہاں یہ بہت بڑی نعمت ہے وہاں یہ آسان امر بھی نہیں ہے۔

جمعے کا وقت قریباً دوسری اذان یا اس سے کچھ دیر پہلے سے شروع ہو کر نماز کے بعد سلام پھیرنے تک ہوتا ہے۔ اگر یہ دونوں وقت ملا لیے جائیں اور خطبہ جمعہ چھوٹا بھی ہو تو یہ وقت بھی آدھ گھنٹہ ہو جاتا ہے اور اگر خطبہ لمبا ہو جائے تو یہ وقت گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس ایک گھنٹے یا ڈیڑھ گھنٹے میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ جب انسان کوئی دعا کرے تو وہ قبول ہو جاتی ہے لیکن اس نوّے منٹ کے عرصے میں انسان کو یہ علم نہیں ہوتا کہ آیا پہلا منٹ قبولیتِ دعا کا ہے، دوسرا منٹ قبولیتِ دعا کا ہے یا تیسرا منٹ قبولیتِ دعا کا ہے۔ یہاں تک کہ نوّے منٹ کے آخر تک انسان کسی منٹ کے متعلق بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ قبولیتِ دعا کا وقت ہے۔ گویا وہ گھڑی جس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے نوّے منٹ میں تلاش کرنی پڑے گی اور وہی شخص قبولیتِ دعا کا موقع تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکے گا جو برابر نوّے منٹ تک دعا کرتا رہے اور نوّے منٹ تک برابر دعا میں لگے رہنا اور توجہ کو قائم رکھنا یہ ہر ایک کا کام نہیں، بڑا مشکل کام ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ بعض لوگ تو پانچ منٹ بھی اپنی توجہ قائم نہیں رکھ سکتے۔ کہتے ہیں کہ میں اس وقت مثلاً نماز کے لیے آیا ہوں۔ انسان اِدھر اُدھر نظر مارتا ہی ہے۔ میں نے خطبہ سے پہلے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ سنتیں پڑھ رہے ہوتے ہیں اور یک دم ان کی آنکھ ادھر ادھر جا پڑتی تھی۔ سنتوں پر ڈیڑھ دو منٹ لگتے ہیں مگر اس تھوڑے سے وقت میں بھی وہ کبھی دائیں دیکھتے تھے ، کبھی بائیں دیکھتے تھے، کبھی زمین کی طرف دیکھتے تھے، کبھی آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ جب ڈیڑھ دو منٹ تک توجہ کو قائم رکھنا مشکل ہے تو نوّے منٹ تک دعا کرتے رہنا، ذکرِ الٰہی میں لگے رہنا اور توجہ کو ایک ہی طرف قائم رکھنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ مورخہ 16،اگست2019ء)

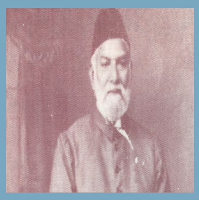

مبلغ سلسلہ کی دعا

مرے مولیٰ رہِ تبلیغ اک پُر خار منزل ہے
دلوں کے زنگ دھونے کا فریضہ سخت مشکل ہے

سیاسی ظلمتوں کے بحر طوفاں خیز میں ہر سُو
نہ کشتی ہے نہ کشتی باں نہ علم سمت ساحل ہے

اکیلا ہوں زباں نا آشنا ہے ملک بیگانہ
نہ میری معرفت کامل نہ میرا علم کامل ہے

وطن بیگانہ مرشد سے جُدا احباب سے دوری
میرے رستے میں روکیں ہیں حجابِ علم حائل ہے

علومِ ظاہری سے مغربی اقوام سر گشتہ
سمجھتے ہیں کہ یہ ہندی ہے اس کا ملک جاہل ہے

دلوں میں ان کے گھر کرنا رہِ اسلام پر لانا
خدایا سخت مشکل ہے خدایا سخت مشکل ہے

تسلی تو اب اتنی ہے کہ تیرا بندہ ء عاجز
دعائے مرشد و احباب میں ہر وقت شامل ہے

بھروسہ تیری رحمت پر سہارا تیری نصرت کا
یہی سرمایہ ء ہمت یہی تو قوت دل ہے

تمنا ہے نہ بھولیں احمدی ہم کو دعاؤں میں
اگر یہ بات حاصل ہے تو سب کچھ ہم کو حاصل ہے

(حضرت ذوالفقار علی گوہرؓ)

خطبہ جمعہ

آنحضرتؐ سے عشق و محبت رکھنے والے اخلاص و وفا کے پیکر بدری صحابی حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کا دلنشیں تذکرہ

حضرت محمد بن مسلمہؓ قدیم اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ آپؓ حضرت مُصعَب بن عُمیرؓ کے ہاتھ پر حضرت سعد بن معاذؓ سے پہلے اسلام لائے

آپؓ دو فتنہ پرداز اور اسلام کے مخالفین کعب بن اشرف اور ابورافع بن سلام بن ابو حقیق کے قتل میں شامل تھے

کعب بن اشرف نے حکومتِ وقت سے غداری کی اور مدینے میں فتنہ وفساد کا بیج بویا اورملک میں جنگ کی آگ مشتعل کرنے کی کوشش کی اورمسلمانوں کے خلاف قبائل عرب کو خطرناک طورپر ابھارا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے کیے

اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ کے معنی صرف یہ ہیں کہ جنگ خود ایک دھوکا ہے۔ یعنی جنگ کے نتیجے کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کیا ہوگا اس جگہ دھوکہ سے جنگی تدبیر اور حیلہ مراد ہے جھوٹ اور فریب ہر گز مراد نہیں

جھوٹ اور غداری سے اسلام نہایت سختی کے ساتھ منع کرتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا ایمان اور جھوٹ کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 7فروری 2020ءبمقام مسجد مبارک ٹلفورڈ یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج جن صحابی کا ذکر ہو گا ان کا نام ہے حضرت محمد بن مسلمہ انصاریؓ۔ حضرت محمد کے والد کا نام مسلمہ بن سلمہ تھا۔ ان کے دادا کا نام سلمہ کے علاوہ خالد بھی بیان کیا گیا ہے اور ان کی والدہ ام سہم تھیں جن کا نام خلیدۃ بنت ابو عبیدۃ تھا۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ اوس سے تھا اور قبیلہ عبد اشہل کے حلیف تھے۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ کی کنیت ابوعبداللہ یا ابو عبدالرحمٰن اور ابوسعید بھی بیان کی جاتی ہے۔ علامہ ابن حجر کے نزدیک ابوعبداللہ زیادہ صحیح ہے۔ ایک قول کے مطابق آپؓ بعثتِ نبوی سے بائیس سال پہلے پیدا ہوئے اور ان لوگوں میں سے تھے جن کا نام جاہلیت میں ’’محمد‘‘ رکھا گیا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 338 محمد بن مسلمہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(الاصابہ جلد 6 صفحہ 28 محمد بن مسلمہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

(اسد الغابہ جلد 5 صفحہ 106 محمد بن مسلمہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

مدینے کے یہود اُس نبی کے منتظر تھے جس کی بشارت حضرت موسیٰؑ نے دی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ اس مبعوث ہونے والے نبی کا نام ’محمد‘ ہو گا۔ جب اہلِ عرب نے یہ بات سنی تو انہوں نے اپنے بچوں کے نام محمد رکھنا شروع کر دیے۔ سیرت النبیؐ پر مشتمل کتب میں جن افراد کا نام زمانہ جاہلیت میں بطور تفاؤل کے محمد رکھا گیا ان کی تعداد تین سے لے کر پندرہ تک بیان کی گئی ہے۔ علامہ سُہَیلی جو سیرت ابن ہشام کے شارح ہیں انہوں نے تین افراد کے اسماء لکھے ہیں جن کا نام محمد تھا۔ علامہ ابن اثیر نے چھ افراد کے نام لکھے ہیں جبکہ عبدالوہاب شعرانی نے ان کی تعداد چودہ درج کی ہے۔ معلومات کے لیے یہ پندرہ نام یا چند نام جو ہیں یہ بتا بھی دیتا ہوں۔ ان میں ہیں محمد بن سفیان، محمد بن اُحَیْحَہ، محمد بن حُمْرَان، محمد بن خُزَاعِی، محمد بن عدی ، محمد بن اسامہ، محمد بن بَرَاء، محمد بن حارث ، محمد بن حِرمَاز، محمد بن خَوَلِی، محمد بن یَحْمُدِی، محمد بن زید، محمد بن اُسیدی اور محمد فُقَیْمِی اور حضرت محمد بن مسلمہ (شامل) ہیں۔

(محمد رسول اللہ والذین معہٗ از عبدالحمید جودہ السحار جلد 2 صفحہ 111-112مکتبۃ مصر)

(روض الانف شرح ابن ھشام از علامہ سھیلی جلد ا صفحہ 280 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(اسد الغابۃ لابن اثیر جلد 5 صفحہ72 محمد بن احیحۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

(کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ للشعرانی جزء اول صفحہ283-284

مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1998ء)

(الاصابہ جلد 6 صفحہ 28 محمد بن مسلمہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

حضرت محمد بن مسلمہؓ قدیم اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ آپؓ حضرت مُصعَب بن عُمیرؓ کے ہاتھ پر حضرت سعد بن معاذؓ سے پہلے اسلام لائے۔ جب حضرت ابو عبیدہ بن الجراح ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آپؓ کے ساتھ مؤاخات قائم فرمائی۔ آپؓ ان صحابہ میں شامل تھے جنہوں نے کعب بن اشرف اور ابورافع سلّام بن ابوحُقَیق کو قتل کیا تھا۔ یہ دونوں وہ فتنہ پرداز تھے جو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے تھے اور اسی کوشش میں ہوتے تھے بلکہ مسلمانوں پہ حملہ بھی کروانے کی کوشش کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی حملہ کرنے کی کوشش کی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پھر ان کے قتل پر مقرر کیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غزوات کے موقعے پر ان کو مدینہ پر نگران بھی مقرر فرمایا۔

حضرت محمد بن مسلمہؓ کے بیٹے جعفر، عبداللہ ، سعد، عبدالرحمٰن اور عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ غزوۂ بدر، غزوۂ احد اور اس کے بعد سوائے غزوۂ تبوک کے تمام غزوات میں شریک ہوئے کیونکہ غزوۂ تبوک میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مدینے میں ٹھہرنے کے لیے پیچھے رہ گئے تھے۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد6صفحہ28،29محمد بن مسلمہ

مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

(شرح زرقانی جلد 2 صفحہ 511 حدیث بنی نضیر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1996ء)

جیسا کہ ذکر ہوا ہے کہ دو فتنہ پرداز اور اسلام کے مخالفین کے قتل میں حضرت محمد بن مسلمہؓ شامل تھے۔اس کی کچھ تفصیل تو ڈیڑھ سال پہلے حضرت عبادہ بن بشرؓ کے حوالے سے بیان کر چکا ہوں۔ تاہم کچھ باتیں مختصر بیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ کچھ اور تفصیل بھی ہے۔ سیرت خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے کعب بن اشرف کے قتل کے ضمن میں یہ لکھا ہے کہ

بدر کی جنگ نے جس طرح مدینے کے یہودیوں کی دلی عداوت کو ظاہر کردیا تھا اور وہ مخالفت میں بڑھ گئے تھے۔ اپنی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں میں ترقی کرتے گئے۔ چنانچہ کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ اسی کی ایک کڑی ہے۔ کعب گو مذہباً یہودی تھا لیکن دراصل یہودی النسل نہ تھا بلکہ عرب تھا۔ اس کا باپ اشرف بنونَبْہَان کاایک ہوشیار اورچلتا پرزہ آدمی تھا۔ مدینہ میں آکر بنو نضیر کے ساتھ تعلقات پیدا کیے اور ان کا حلیف بن گیا۔ بالآخر اس نے اتنا اقتدار اوررسوخ پیدا

کر لیا کہ قبیلہ بنونضیر کے رئیس اعظم ابورافع بن ابی الحقیق نے اپنی لڑکی اسے رشتہ میں دے دی اور اس کے بطن سے کعب پیدا ہوا جس نے بڑے ہوکر اپنے باپ سے بھی بڑھ کر رتبہ حاصل کیا۔ حتیٰ کہ بالآخر اسے یہ حیثیت حاصل ہوگئی کہ تمام عرب کے یہودی اسے گویا اپنا سردار سمجھنے لگے۔ اخلاق نقطۂ نگاہ سے وہ ایک نہایت گندے اخلاق کا آدمی تھا اورخفیہ چالوں اور ریشہ دوانیوں کے فن میں اسے بڑا کمال حاصل تھا۔ نیکی تو اس کے پاس بھی نہیں پھٹکی تھی۔ پس کمال تھا اس کا برائیوں میں، بدیوں میں، لڑانے میں، فساد پیدا کرنے میں، فتنہ پیدا کرنے میں۔ بہرحال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں ہجرت کرکے تشریف لائے توکعب بن اشرف نے دوسرے یہودیوں کے ساتھ مل کر اس معاہدے میں شرکت اختیار کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان باہمی دوستی اورامن وامان اور مشترکہ دفاع کے متعلق تحریر کیا گیا تھا مگراندر ہی اندر کعب کے دل میں بغض وعداوت کی آگ سلگنے لگ گئی اوراس نے خفیہ چالوں اور ساز باز سے اسلام اور بانیٔ اسلام کی مخالفت شروع کر دی۔ کعب کی مخالفت زیادہ خطرناک صورت اختیار کر گئی۔اپنی مخالفت اور فتنہ پردازیوں میں بڑھتا ہی چلا گیا اور بالآخر جنگ بدر کے بعد تو اس نے ایسا رویہ اختیار کیا جو سخت مفسدانہ اور فتنہ انگیز تھا اورجس کے نتیجے میں مسلمانوں کے لیے نہایت خطرناک حالات پیدا ہو گئے۔

جب بدر کے موقعے پر مسلمانوں کوایک غیر معمولی فتح نصیب ہوئی اور رؤسائے قریش اکثر مارے گئے تواس نے سمجھ لیا کہ اب یہ نیا دین یونہی مٹتا نظر نہیں آتا۔ پہلے تو خیال تھا یہ نیا دین ہے ختم ہو جائے گا۔ خود ہی اپنی موت مر جائے گا لیکن جب اسلام کی ترقی دیکھی، بدر کے جنگ کے نتائج دیکھے تو پھر اس کو خیال پیدا ہوا کہ یہ اس طرح نہیں مٹے گا۔ چنانچہ بدر کے بعد اس نے اپنی پوری کوشش اسلام کے مٹانے اورتباہ وبرباد کرنے میں صرف کردینے کا تہیہ کر لیا۔

جب کعب کو یہ یقین ہوگیا کہ واقعی بدر کی فتح نے اسلام کووہ استحکام دے دیا ہے جس کا اسے وہم وگمان بھی نہ تھا تووہ غیظ وغضب سے بھر گیا اور فوراً سفر کی تیاری کرکے اس نے مکے کی راہ لی اوروہاں جاکر اپنی چرب زبانی اورشعر گوئی کے زور سے قریش کے دلوں کی سلگتی ہوئی آگ کو اَور شعلہ بارکر دیا، بھڑکا دیا اوران کے دل میں مسلمانوں کے خون کی نہ بجھنے والی پیاس پیدا کردی اوران کے سینے جذباتِ انتقام وعداوت سے بھر دیے۔ اورجب کعب کی اشتعال انگیزی سے ان کے احساسات میں ایک انتہائی درجے کی بجلی پیدا ہوگئی تواس نے ان کو خانہ کعبہ کے صحن میں لے جا کر اورکعبہ کے پردے ان کے ہاتھوں میں دے دے کر ان سے قسمیں لیں کہ جب تک اسلام اور بانیٔ اسلام کو صفحہ دنیا سے ملیا میٹ نہ کردیں گے اس وقت تک چین نہیں لیں گے۔

اس کے بعد اس بدبخت نے دوسرے عرب قبائل کا رخ کیا اورقوم بقوم پھرکر مسلمانوں کے خلاف لوگوں کوبھڑکایا۔ اورپھر مدینے میں واپس آکر مسلمان خواتین پر تشبیب کہی۔ یعنی اپنے جوش دلانے والے اشعار میں نہایت گندے اورفحش طریق پر مسلمان خواتین کاذکر کیا۔ حتیٰ کہ خاندانِ نبوت کی عورتوں کوبھی اپنے ان اوباشانہ اشعار کانشانہ بنانے سے دریغ نہیں کیا اورملک میں ان اشعار کاچرچا کروایا۔ بہرحال آخر پھر اس نے یہ کوشش بھی کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی اور آپ کوکسی دعوت وغیرہ کے بہانے سے اپنے مکان پر بلا کر چندنوجوان یہودیوں سے آپ کو قتل کروانے کا منصوبہ باندھا مگر خدا کے فضل سے وقت پر اطلاع ہوگئی اوراس کی یہ سازش کامیاب نہیں ہوئی۔

جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی اورکعب کے خلاف عہدشکنی، بغاوت، تحریکِ جنگ، فتنہ پردازی، فحش گوئی اورسازشِ قتل کے الزامات پایۂ ثبوت کوپہنچ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس بین الاقوامی معاہدے کی رو سے جو آپ کے مدینے میں تشریف لانے کے بعد اہالیانِ مدینہ سے ہوا تھا مدینے کی جمہوری سلطنت کے صدر اور حاکم اعلیٰ تھے تو آپؐ نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ کعب بن اشرف اپنی کارروائیوں کی وجہ سے واجب القتل ہے ۔ چونکہ اس وقت کعب کی فتنہ انگیزیوں کی وجہ سے مدینے کی فضا ایسی ہورہی تھی کہ اگر اس کے خلاف باضابطہ طورپر اعلان کرکے اسے قتل کیا جاتا تومدینے میں ایک خطرناک خانہ جنگی شروع ہو جانے کااحتمال تھا جس میں نہ معلوم کتنا کشت وخون ہوتا اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرممکن اور جائز قربانی کرکے بین الاقوامی کشت وخون کو روکنا چاہتے تھے۔ آپؐ نے یہ ہدایت فرمائی کہ کعب کو برملا طور پر، کھلے طور پر قتل نہ کیا جاوے بلکہ چند لوگ خاموشی کے ساتھ کوئی مناسب موقع نکال کر اسے قتل کر دیں اوریہ ڈیوٹی آپؐ نے قبیلہ اوس کے ایک مخلص صحابی محمد بن مسلمہؓ کے سپرد فرمائی اورانہیں تاکید فرمائی کہ جو طریق بھی اختیار کریں قبیلہ اوس کے رئیس سعد بن معاذؓ کے مشورے سے کریں۔ محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! خاموشی کے ساتھ قتل کرنے کے لیے توکوئی بات کہنی ہو گی یعنی کوئی عذر وغیرہ بنانا پڑے گاجس کی مدد سے کعب کو اس کے گھر سے نکال کرکسی محفوظ جگہ میں قتل کیا جا سکے۔ آپؐ نے ان عظیم الشان اثرات کا لحاظ رکھتے ہوئے جو اس موقعے پر ایک خاموش سزا کے طریق کو چھوڑنے سے پیدا ہوسکتے تھے فرمایا کہ 'اچھا'۔ چنانچہ محمد بن مسلمہؓ نے سعد بن معاذؓ کے مشورے سے ابونائلہؓ اور دو تین اَورصحابیوں کو اپنے ساتھ لیا اور کعب کے مکان پر پہنچے اور کعب کو اس کے اندرونِ خانہ سے بلاکر کہا کہ ہمارے صاحب یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے صدقہ مانگتے ہیں اورہم تنگ حال ہیں۔کیا تم مہربانی کرکے ہمیں کچھ قرض دے سکتے ہو؟ یہ بات سن کر کعب خوشی سے کود پڑا اور کہنے لگاکہ واللہ! ابھی کیا ہے۔ وہ دن دور نہیں جب تم اس شخص سے بیزار ہوکر اسے چھوڑ دو گے۔ محمد بن مسلمہؓ نے جواب دیا۔ خیر ہم تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اختیار کرچکے ہیں جس کام کے لیے تمہارے پاس آئے ہیں تم یہ بتاؤ کہ قرض دوگے یا نہیں؟ کعب نے کہا ہاں مگر کوئی چیز رہن رکھو۔ محمدؓ نے پوچھا کیا چیز؟ اس بدبخت نے جواب دیاکہ اپنی عورتیں رہن رکھ دو۔ محمدؓ نے غصے کو دبا کرکہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تمہارے جیسے آدمی کے پاس ہم اپنی عورتیں رہن رکھ دیں۔ اس نے کہا اچھا توپھر بیٹے سہی۔ محمد بن مسلمہؓ نے جواب دیا کہ یہ بھی ناممکن ہے۔ ہم سارے عرب کا طعن اپنے سر پر نہیں لے سکتے۔ البتہ اگرتم مہربانی کرو توہم اپنے ہتھیار رہن رکھ دیتے ہیں۔ کعب راضی ہوگیا اورمحمد بن مسلمہؓ اوران کے ساتھی رات کو آنے کا وعدہ دے کر واپس چلے آئے اور جب رات ہوئی تو یہ پارٹی ہتھیار وغیرہ ساتھ لے کر کعب کے مکان پر پہنچے کیونکہ اس وقت کھلے طور پر ہتھیار لا سکتے تھے جو معاہدے کے مطابق دینا تھا اوراسے گھر سے نکال کر باتیں کرتے کرتے ایک طرف کولے گئے اور تھوڑی دیر بعد چلتے چلتے محمد بن مسلمہؓ یاان کے کسی ساتھی نے کسی بہانے سے کعب کے سر پر ہاتھ ڈالا اور نہایت پھرتی کے ساتھ اس کے بالوں کو مضبوطی سے قابو کرکے اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ مارو۔ صحابہؓ نے جو پہلے سے تیار تھے۔ ہتھیار بند تھے، فوراً تلواریں چلا دیں اور بالآخر کعب قتل ہوکر گرا۔ محمد بن مسلمہؓ اوران کے ساتھی وہاں سے رخصت ہوکر جلدی جلدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور آپؐ کو اس کے قتل کی اطلاع دی۔

جب کعب کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو شہر میں ایک سنسنی پھیل گئی اور یہودی لوگ سخت جوش میں آ گئے اور دوسرے دن صبح کے وقت یہودیوں کاایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ ہمارا سردار کعب بن اشرف اس طرح قتل کردیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سن کر فرمایا کیا تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ کعب کس کس جرم کا مرتکب ہوا ہے؟ اور پھر آپؐ نے اجمالاً ان کو کعب کی عہد شکنی اورتحریکِ جنگ اورفتنہ انگیزی اورفحش گوئی اورسازشِ قتل وغیرہ کی کارروائیاں یاد دلائیں جس پر یہ لوگ ڈر کر خاموش ہو گئے۔ انہوں نے مزید شور نہیں مچایا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہیں چاہیے کہ کم از کم آئندہ کے لیے ہی امن اورتعاون کے ساتھ رہو اور عداوت اور فتنہ وفساد کابیج نہ بوؤ۔ چنانچہ یہود کی رضامندی کے ساتھ آئندہ کے لیے ایک نیا معاہدہ لکھا گیا اور یہود نے مسلمانوں کے ساتھ امن وامان کے ساتھ رہنے اور فتنہ وفساد کے طریقوں سے بچنے کا ازسرِنو وعدہ کیا۔

اگر کعب مجرم نہ ہوتا تو یہودی کبھی اتنی آسانی سے نیا معاہدہ نہ کرتے اور اس کے قتل پر خاموش بھی نہ رہتے۔ بہرحال یہ نیا معاہدہ انہوں نے کیا کہ آئندہ ہم امن سے رہیں گے۔ تاریخ میں کسی جگہ بھی مذکور نہیں کہ اس کے بعد یہودیوں نے کبھی کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر کرکے مسلمانوں پرالزام عائد کیا ہو کیونکہ ان کے دل محسوس کرتے تھے کہ کعب اپنی مستحق سزا کو پہنچا ہے۔

کعب بن اشرف کے قتل پر بعض مغربی مؤرخین نے بہت کچھ لکھا ہے اور اس قتل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن پرایک بدنما دھبے کے طور پر ظاہر کر کے اعتراضات جمائے ہیں ۔لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اول تو یہ کہ آیا یہ قتل فی ذاتہٖ ایک جائز فعل تھا یا نہیں؟ دوسرے آیا جو طریق اس کے قتل کے واسطے اختیار کیا گیا وہ جائز تھا یا نہیں؟

امرِ اول کے متعلق تو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ کعب بن اشرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باقاعدہ امن وامان کا معاہدہ کر چکا تھا اور مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرنا تو درکنار رہا اس نے اس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ ہربیرونی دشمن کے خلاف مسلمانوں کی امداد کرے گا اور مسلمانوں

کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھے گا۔ اس نے اس معاہدے کی رو سے یہ بھی تسلیم کیا تھا کہ جو رنگ مدینے میں جمہوری سلطنت کا قائم کیا گیا ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدر ہوں گے اورہر قسم کے تنازعات وغیرہ میں آپؐ کا فیصلہ سب کے لیے واجب القبول ہو گا۔ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ اسی معاہدے کے ماتحت یہودی لوگ اپنے مقدمات وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور آپؐ ان میں احکام جاری فرماتے تھے۔

اگران حالات کے ہوتے ہوئے کعب نے تمام عہدوپیمان کو بالائے طاق رکھ کر مسلمانوں سے بلکہ حق یہ ہے کہ حکومتِ وقت سے غداری کی اورمدینے میں فتنہ وفساد کا بیج بویا اورملک میں جنگ کی آگ مشتعل کرنے کی کوشش کی اورمسلمانوں کے خلاف قبائل عرب کو خطرناک طورپر ابھارا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے کیے تو ان حالات میں کعب کا جرم بلکہ بہت سے جرموں کا مجموعہ ایسا نہ تھا کہ اس کے خلاف کوئی تعزیری قدم نہ اٹھایا جاتا ؟کیا یہ قتل سے کم کوئی اور سزا تھی جو یہود کی اس فتنہ پردازی کے سلسلے کوروک سکتی؟ کیا آج کل مہذب کہلانے والے ممالک میں بغاوت اورعہد شکنی اوراشتعالِ جنگ اورسازشِ قتل کے جرموں میں مجرموں کو قتل کی سزا نہیں دی جاتی؟

مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ اب جو سوال اٹھتا ہے وہ قتل کے طریق سے تعلق رکھتا ہے۔ سوال یہ اٹھتا ہے قتل کا طریق کیا تھا؟ جائز تھا کہ نہیں؟ یعنی سوال یہ ہے کہ قتل کا طریق کیسا تھا؟ اس سے تعلق رکھنے والا سوال ہے۔

اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ عرب میں اس وقت کوئی باقاعدہ سلطنت نہ تھی بلکہ ہر شخص اورہرقبیلہ آزاد اور خود مختار تھا۔ ایسی صورت میں وہ کون سی عدالت تھی جہاں کعب کے خلاف مقدمہ دائر کر کے باقاعدہ قتل کا حکم حاصل کیا جاتا؟ کیا یہود کے پاس اس کی شکایت کی جاتی جن کا وہ سردار تھا اور جو خود مسلمانوں کے خلاف غداری کرچکے تھے اور آئے دن فتنے کھڑے کرتے رہتے تھے؟ کیا مکے کے قریش کے سامنے مقدمہ پیش کیا جاتا جو مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے؟ کیا قبائل سُلیم وغَطفان سے دادرسی چاہی جاتی جو گذشتہ چند ماہ میں تین چار دفعہ مدینے پر چھاپہ مارنے کی تیاری کرچکے تھے؟

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ پھر سوچو کہ مسلمانوں کے لیے سوائے اس کے وہ کون سا راستہ کھلا تھا کہ جب ایک شخص کی اشتعال انگیزی اور تحریکِ جنگ اور فتنہ پردازی اور سازشِ قتل کی وجہ سے اس کی زندگی کو اپنے لیے اورملک کے امن کے لیے خطرناک پاتے توخود حفاظتی کے خیال سے موقع پاکر اسے خود قتل کردیتے کیونکہ یہ بہت بہتر ہے کہ ایک شریر اور مفسد آدمی قتل ہو جائے بجائے اس کے کہ بہت سے پرامن شہریوں کی جان خطرے میں پڑے اور ملک کا امن برباد ہو۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اس معاہدے کی روسے جو ہجرت کے بعد مسلمانوں اوریہود کے درمیان ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوایک معمولی شہری کی حیثیت حاصل نہ تھی بلکہ آپؐ اس جمہوری سلطنت کے صدر قرار پائے تھے جومدینے میں قائم ہوئی تھی اور آپؐ کویہ اختیار دیا گیا تھا کہ جملہ تنازعات اور امورِ سیاسی میں جو فیصلہ مناسب خیال کریں صادر فرمائیں۔ پس آپؐ نے ملک کے امن کے مفاد میں کعب کی فتنہ پردازی کی وجہ سے اسے واجب القتل قرار دیا۔

پس اس فیصلۂ قتل پر کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔ پھر تاریخ سے بھی ثابت ہے کہ خود یہود نے کعب کی اس سزا کو اس کے جرموں کی روشنی میں واجبی سمجھ کر خاموشی اختیار کی اوراس پر اعتراض نہیں کیا اوراگریہ اعتراض کیا جاوے کہ ایسا کیوں نہیں کیا گیا کہ قتل کا حکم دینے سے پہلے یہود کو بلا کران کو کعب کے جرم سنائے جاتے اورحُجت پوری کرنے کے بعد اس کے قتل کا باقاعدہ اوربرملا طور پر حکم دیا جاتا تواس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت حالات ایسے نازک ہورہے تھے کہ ایسا طریق اختیار کرنے سے بین الاقوامی پیچیدگیوں کے بڑھنے کا سخت خطرہ تھااورکوئی تعجب نہ تھا کہ مدینے میں ایک خطرناک سلسلہ کشت وخون اورخانہ جنگی کا شروع ہو جاتا۔ پس ان کاموں کی طرح جو جلد اورخاموشی کے ساتھ ہی کر گزرنے سے فائدہ مند ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امنِ عامہ کے خیال سے یہی مناسب سمجھا کہ خاموشی کے ساتھ کعب کی سزا کا حکم جاری کردیا جائے مگر اس میں قطعاً کسی قسم کے دھوکے کا دخل نہ تھا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منشا تھا کہ یہ سزا ہمیشہ کے لیے بصیغۂ راز رہے کیونکہ جونہی یہود کا وفد دوسرے دن صبح آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً بلاتوقف انہیں ساری سرگزشت سنا دی اور اس فعل کی پوری پوری ذمہ داری اپنے اوپر لے کر یہ ثابت کر دیا کہ اس میں کوئی دھوکے وغیرہ کا سوال نہیں ہے اور یہودیوں کو یہ بات واضح طور پر بتا دی کہ فلاں فلاں خطرناک جرموں کی بنا پر کعب کے متعلق یہ سزا تجویز کی گئی تھی جو میرے حکم سے جاری کی گئی ہے۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ اس موقعے پرآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جھوٹ اور فریب کی اجازت دی۔ سو یہ بالکل غلط ہے اور صحیح روایات اس کی مکذب ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعاً جھوٹ اورغلط بیانی کی اجازت نہیں دی بلکہ بخاری کی روایت کے بموجب جب محمد بن مسلمہؓ نے آپؐ سے یہ دریافت کیا کہ کعب کو خاموشی کے ساتھ قتل کرنے کے لیے توکوئی بات کہنی پڑے گی تو آپؐ نے ان عظیم الشان فوائد کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو خاموش سزا کے محرک تھے جو اب میں صرف اس قدر فرمایا کہ ’ہاں‘ اور اس سے زیادہ اس موقعے پر آپؐ کی طرف سے یامحمد بن مسلمہؓ کی طرف سے قطعاً کوئی تشریح یاتوضیح نہیں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاصرف یہ مطلب تھا کہ محمد بن مسلمہؓ اوران کے ساتھی جو کعب کے مکان پر جاکر اسے باہر نکال کرلائیں گے تواس موقعے پر انہیں لازماً کوئی ایسی بات کہنی ہوگی جس کے نتیجے میں کعب رضامندی اورخاموشی کے ساتھ گھر سے نکل کران کے ساتھ آجاوے اوراس میں ہرگز کوئی قباحت نہیں ہے۔ آخر جنگ کے دوران میں جاسوس وغیرہ جواپنے فرائض ادا کرتے ہیں ان کو بھی تو اسی قسم کی باتیں کہنی پڑتی ہیں جس پر کبھی کسی عقل مند کو اعتراض نہیں ہوا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کادامن تو بہرحال پاک ہے۔ باقی رہا محمد بن مسلمہؓ وغیرہ کا معاملہ جنہوں نے وہاں جاکر عملاً اس قسم کی باتیں کیں۔ سوان کی گفتگو میں بھی درحقیقت کوئی بات خلاف اخلاق نہیں ہے۔ انہوں نے حقیقتاً کوئی غلط بیانی نہیں کی البتہ اپنے مشن کی غرض وغایت کو مدنظر رکھتے ہوئے کچھ ذومعنیین الفاظ ضرور استعمال کیے۔ مختلف معنی نکلنے والے الفاظ استعمال کیے مگر ان کے بغیر چارہ نہیں تھا اور حالاتِ جنگ میں ایک اچھی اور نیک غرض کے ماتحت سادہ اورصاف گوئی کے طریق سے اس قدرخفی انحراف ہرگزکسی عقل مند دیانت دار شخص کے نزدیک قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔

اب یہ سوال بھی بعضوں نے اٹھایا کہ کیا جنگ میں جھوٹ بولنا اور دھوکا دینا جائز ہے؟ بعض روایتوں میں یہ مذکور ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ یعنی جنگ توایک دھوکا ہے اوراس سے نتیجہ یہ نکالا جاتا ہے کہ نعوذباللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جنگ میں دھوکے کی اجازت تھی۔ حالانکہ اول تو اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ کے یہ معنے نہیں ہیں کہ جنگ میں دھوکا کرنا جائز ہے بلکہ اس کے معنے صرف یہ ہیں کہ جنگ خود ایک دھوکا ہے۔ یعنی جنگ کے نتیجے کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ کیا ہو گا۔ یعنی جنگ کے نتیجے پر اتنی مختلف باتیں اثرڈالتی ہیں کہ خواہ کیسے ہی حالات ہوں نہیں کہا جا سکتا کہ نتیجہ کیا ہو گا اوران معنوں کی تصدیق اس بات سے ہوتی ہے کہ حدیث میں یہ روایت دو طرح سے مروی ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ یعنی جنگ ایک دھوکا ہے۔ اوردوسری روایت میں یہ ہے کہ سَمَّی الْحَرْبَ خُدْعَةً یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کانام دھوکا رکھا تھا ۔سَمَّی الْحَرْبَ خُدْعَةً۔ اور دونوں کے ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپؐ کامنشا یہ نہیں تھا کہ جنگ میں دھوکا کرنا جائز ہے بلکہ یہ تھا کہ جنگ خود ایک دھوکا دینے والی چیز ہے لیکن اگرضرور اس کے یہی معنے کیے جائیں کہ جنگ میں دھوکا جائز ہے توپھر بھی یقیناً اس جگہ دھوکے سے جنگی تدبیر اورحیلہ مراد ہے۔ جھوٹ اورفریب ہرگز مراد نہیں ہے کیونکہ اس جگہ خُدْعَةٌ کے معنے داؤ پیچ اورتدبیرِ جنگ کے ہیں ، جھوٹ اور فریب کے نہیں ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ جنگ میں اپنے دشمن کو کسی حیلے اور تدبیر سے غافل کرکے قابو میں لے آنا یا مغلوب کر لینا منع نہیں ہے۔

اب داؤ پیچ کی بھی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مہم میں نکلتے تو عموماً اپنا منزلِ مقصود ظاہر نہیں فرماتے تھے اوربعض اوقات ایسا بھی کرتے تھے کہ جانا تو جنوب کی طرف ہوتا تھا مگر شروع شروع میں شمال کی طرف رخ کر کے روانہ ہوجاتے تھے اورپھر چکر کاٹ کر جنوب کی طرف گھوم جاتے تھے یا کبھی کوئی شخص پوچھتا تھا کہ کدھر سے آئے ہو توبجائے مدینے کا نام لینے کے قریب یا دور کے پڑاؤ کانام لے دیتے تھے یا اسی قسم کی کوئی اور جائز جنگی تدبیر اختیار فرماتے تھے یا جیسا کہ قرآن شریف میں اشارہ کیا گیا ہے کہ صحابہ بعض اوقات ایسا کرتے تھے کہ دشمن کو غافل کرنے کے لیے میدانِ جنگ سے پیچھے ہٹنا شروع کردیتے تھے اورجب دشمن غافل ہوجاتا تھا اوراس کی صفوں میں ابتری پیدا ہوجاتی تھی توپھر اچانک حملہ کردیتے تھے اور یہ ساری صورتیں اس خُدْعَةٌ کی ہیں جسے حالاتِ جنگ میں

جائز قرار دیا گیا ہے اور اب بھی جائز سمجھا جاتا ہے لیکن یہ کہ جھوٹ اور غداری وغیرہ سے کام لیا جاوے اس سے اسلام نہایت سختی کے ساتھ منع کرتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عموماً فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں خدا کے ساتھ شرک کرنے اوروالدین کے حقوق تلف کرنے کے بعد تیسرے نمبر پر جھوٹ بولنے کا گناہ سب سے بڑا ہے۔ نیز فرماتے تھے کہ ایمان اور بزدلی ایک جگہ جمع ہو سکتے ہیں مگر ایمان اورجھوٹ کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور دھوکے اورغداری کے متعلق فرماتے تھے کہ جو شخص غداری کرتا ہے وہ قیامت کے دن خدا کے سخت عتاب کے نیچے ہو گا۔ الغرض جنگ میں جس قسم کے خُدعۃٌ کی اجازت دی گئی ہے وہ حقیقی دھوکا یا جھوٹ نہیں ہے بلکہ اس سے وہ جنگی تدابیر مراد ہیں جوجنگ میں دشمن کو غافل کرنے یا اسے مغلوب کرنے کے لیے اختیار کی جاتی ہیں اور جو بعض صورتوں میں ظاہری طورپر جھوٹ اور دھوکے کے مشابہ تو سمجھی جاسکتی ہیں مگروہ حقیقتاً جھوٹ نہیں ہوتیں۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ہمارے خیال میں مندرجہ ذیل حدیث اس کی مصدِّق ہے۔اور وہ حدیث یہ ہے کہ

ام کلثوم بنت عُقبہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف تین موقعوں کے لیے ایسی باتوں کی اجازت دیتے سنا جو حقیقتاً توجھوٹ نہیں ہوتیں مگر عام لوگ انہیں غلطی سے جھوٹ سمجھ سکتے ہیں۔ پہلی یہ کہ جنگ۔ دوم یہ کہ لڑے ہوئے لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا موقع اورسوم جبکہ مرد اپنی عورت سے یا عورت اپنے مرد سے کوئی ایسی بات کرے جس میں ایک دوسرے کو راضی اورخوش کرنا مقصود ہو ۔نیک نیت، ہر صورت میں نیت نیک ہونی چاہیے یا نیک مقاصد حاصل ہونے چاہئیں۔

یہ حدیث اس بات میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں چھوڑتی کہ جس قسم کے خُدعۃٌ کی جنگ میں اجازت دی گئی ہے جھوٹ اوردھوکا مراد نہیں ہے بلکہ وہ باتیں مراد ہیں جو بعض اوقات جنگی تدابیر کے طور پر اختیار کرنا ضروری ہوتی ہیں اورجو ہر قوم اورہرمذہب میں جائز سمجھی گئی ہیں۔

کعب بن اشرف کاواقعہ ذکرکرنے کے بعد ابن ہشام نے یہ روایت نقل کی ہے کہ کعب کے قتل کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اب جس یہودی پر تم قابو پاؤ اسے قتل کر دو۔ چنانچہ ایک صحابی مُحَیِّصَہ نامی نے ایک یہودی پر حملہ کرکے اسے قتل کردیا تھا اوریہی روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے اوردونوں روایتوں کا منبع ابن اسحاق ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ علم روایت کی رو سے یہ روایت کمزور اور ناقابل اعتماد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بالکل نہیں کہا کیونکہ ابنِ ہشام نے تو اسے بغیر کسی قسم کی سند کے لکھا ہے، کوئی سند ہے ہی نہیں اور ابوداؤدنے جوسند دی ہے وہ کمزور اورناقص ہے۔ اس سند میں ابن اسحاق یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ زید بن ثابت کے ایک آزاد کردہ غلام سے سنا تھا اوراس نامعلوم الاسم غلام نے، پتا ہی نہیں یہ کون ہے اس کا نام known بھی نہیں ہے، محیصہ کی ایک نامعلوم الاسم لڑکی سے سنا تھا۔ وہ بھی ایک لڑکی کی روایت دے رہا ہے جس کا نام پتا ہی نہیں۔ روایتوں میں کہیں نہیں پتا لگتا کون ہے اوراس لڑکی نے اپنے باپ سے سنا تھا۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس قسم کی روایت جس کے دو راوی بالکل نامعلوم الاسم ہوں، جن کے ناموں کا بھی پتا ہی نہ ہو اورمجہول الحال ہوں ہرگز قابل قبول نہیں ہوسکتی اوردرایت کے لحاظ سے بھی غور کیا جاوے تو یہ قصہ درست ثابت نہیں ہوتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاعام طریق عمل اس بات کوقطعی طورپر جھٹلاتا ہے کہ آپؐ نے اس قسم کا عام حکم دیا ہو۔ علاوہ ازیں اگرکوئی عام حکم ہوتا تویقیناً اس کے نتیجے میں کئی قتل واقع ہو جاتے مگرروایت میں صرف ایک قتل کا ذکر ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ کوئی عام حکم نہیں تھا اور پھر جب صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ دوسرے دن ہی یہود کے ساتھ نیا معاہدہ ہوگیا تھا تو اس صورت میں یہ ہرگز قبول نہیں کیا جا سکتا کہ اس معاہدے کے ہوتے ہوئے اس قسم کا حکم دیا گیا ہو اور اگر اس قسم کا کوئی واقعہ ہوتا تو یہودی لوگ اس کے متعلق ضرور واویلا کرتے، شور مچاتے مگر کسی تاریخی روایت سے ظاہر نہیں ہوتا کہ یہود کی طرف سے کبھی کوئی اس قسم کی شکایت کی گئی ہو۔ پس روایت اور درایت دونوں طرح سے یہ قصہ غلط ثابت ہوتا ہے اوراگر اس میں کچھ حقیقت سمجھی جاسکتی ہے تو صرف اس قدر کہ جب کعب بن اشرف کے قتل کے بعد مدینے میں ایک شور پیدا ہوا اوریہودی لوگ جوش میں آگئے تواس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی طرف سے خطرہ محسوس کرکے صحابہ سے یہ فرمایا ہوگا، یہ امکان ہے ۔کوئی قطعی ثبوت اس کا بھی نہیں ہے کہ جس یہودی کی طرف سے تمہیں خطرہ ہو اورتم پرحملہ کرے تم اسے دفاع میں قتل کرسکتے ہو ۔مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حالت صرف چند گھنٹے رہی۔ اگر یہ امکان لیا بھی جائے تو یہ امکان صرف چند گھنٹے تھا کیونکہ اس کے بعد تو معاہدہ ہو گیا تھا۔ کیونکہ دوسرے دن ہی یہود کے ساتھ ازسرِنَو معاہدہ ہوکر امن وامان کی صورت پیدا ہوگئی تھی۔

پھر آپؓ لکھتے ہیں کہ کعب بن اشرف کے قتل کی تاریخ کے متعلق کسی قدر اختلاف ہے۔ ابن سعد نے اسے ربیع الاول تین ہجری میں بیان کیا ہے لیکن ابن ہشام نے اسے سریہ زید بن حارثہ کے بعد رکھا ہے جو مسلّم طورپر جمادی الآخرہ میں واقع ہوا ہے۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ میں نے اس جگہ ابن ہشام کی ترتیب ملحوظ رکھی ہے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 466 تا 477)

بہرحال ابھی مزید کچھ ایک دو واقعات ہیں۔ وہ آئندہ ان شاء اللہ پیش ہوں گے۔

(الفضل انٹرنیشنل 28فروری2020ء)

بقیہ از صفحہ 1 خلاصہ خطبہ جمعہ

محبت نے اُسے آج اس حال تک پہنچایا ہے اور اُس نے وہ سب کچھ خدا اور اُس کی رضا کی خاطر چھوڑ دیا ہے۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ آئے اُن کے بدن پر چمڑے کی پیوند لگی ہوئی ایک چادر تھی جب رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں دیکھا تو اُن کی اُس ناز ونعمت کو یاد کر کے رونے لگے جس میں وہ پہلے تھے اور جس حالت میں وہ اب تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا حال ہو گا تمہارا اس وقت جبکہ تم میں سے ایک شخص ایک جوڑے میں صبح کرے گا تو دوسرے جوڑے میں شام کرے گا یعنی اتنی فراخی پیدا ہو جائے گی کہ صبح شام تم کپڑے بدلا کرو گے اور پھر آپؐ نے فرمایا کہ اُس کے سامنے ایک برتن کھانے کا رکھا جائے گا تو دوسرا اُٹھایا جائے گا یعنی کھانا بھی قسم قسم کا ہو گا اور مختلف کورسز سامنے آتے جائیں گے جس طرح آج رواج ہے اور تم اپنے مکانوں میں ایسے ہی پردے ڈالو گے جیسا کہ کعبہ پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔ بڑے قیمتی قسم کے پردے استعمال کئے جائیں گے۔ بالکل آج کل کے نظارے ہیں یہ یا اس کشائش کے نظارے جب مسلمانوں کو بعد میں ملی وہ کشائش۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ! کیا ہم اُس وقت آج سے بہت اچھے ہوں گے اور عبادت کے لئے فارغ ہوں گے۔ ایسی فراخی ہو گی ایسے حالات ہوں گے تو پھر عبادت کے لئے فارغ ہوں گے بالکل اور محنت اور مشقت سے بچ جائیں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم آج کے دن اُن دنوں سے بہتر ہو ۔ تمہاری حالت تمہاری عبادتیں تمہارے معیار اس سے بہت بلند ہیں جو بعد میں آنے والوں کو کشائش کی صورت میں ہوں گے۔

سیرت خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمدؓ نے ہجرت حبشہ کے بارے میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمانے پر ماہ رجب 5 نبوی میں 11 مرد اور 4 عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان میں حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی تھے۔ آپ لکھتے ہیں کہ بیعت عقبہ اولیٰ کے موقع پر مدینہ سے آئے ہوئے 12 افراد نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جب یہ لوگ واپس مدینہ جانے لگے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو اُن کے ساتھ بھجوایا تا کہ وہ انہیں قرآن پڑھائیں ا ور اسلام کی تعلیم دیں۔ مدینہ میں آپؓ قاری اور مقری استاد کے نام سے مشہور ہو گئے۔ مدینہ میں حضرت مصعبؓ نے حضرت اسعد بن زرارہؓ کے گھر قیام کیا۔ آپؓ نمازوں میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ حضرت مصعبؓ ایک عرصہ تک حضرت اسعد بن زرارہؓ کے گھر قیام پذیر رہے لیکن بعد میں حضرت سعد بن معاذؓ کے گھر منتقل ہو گئے۔ حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مہاجر صحابہؓ میں سب سے پہلے ہمارے پاس مدینہ تشریف لانے والے مصعب بن عمیرؓ اور ابن ام مکتومؓ تھے۔ مدینہ پہنچ کر ان دونوں صحابہؓ نے ہمیں قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا پھر عمارؓ، بلالؓ اور سعدؓ آئے اور حضرت عمر بن خطابؓ بھی صحابہؓ کو ساتھ لے کر آئے، اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی مدینہ والوں کو اتنا خوش ہونے والا نہیں دیکھا تھا جتنا وہ نبی کریم ﷺ کی آمد پر خوش ہوئے تھے بچیاں اور بچے بھی کہنے لگے تھے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے یہاں تشریف لائے ہیں۔ سیرت خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمدؓ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بارے میں مزید بیان کرتے ہیں کہ دارِ ارقم میں جو اشخاص ایمان لائے وہ بھی سابقین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں۔ اول مصعب بن عمیرؓ جو بنو عبدالدار میں سے تھے اور بہت شکیل اور حسین تھے اور اپنے خاندان میں نہایت عزیز و محبوب سمجھے جاتے تھے ،یہ وہی نوجوان بزرگ ہیں جو ہجرت سے قبل یثرب میں پہلے اسلامی مبلغ بنا کر بھیجے گئے اور جن کے ذریعہ مدینہ میں اسلام پھیلا۔ پھر ایک سیرت کی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ مدینہ میں پہلے شخص تھے جنہوں نے ہجرت سے قبل جمعہ پڑھایا۔ حضرت مصعبؓ نے بیعت عقبہ ثانیہ سے قبل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ میں نماز جمعہ کے لئے اجازت طلب کی ،حضور ﷺ نے اجازت دی۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ نے مدینہ میں حضرت سعد بن خیثمہؓ کے گھر پہلا جمعہ پڑھایا۔ اس میں مدینہ کے 12 افراد شامل ہوئے۔ اس موقع پر انہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ اسلام میں پہلے شخص تھے جنہوں نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ لیکن ایک روایت دوسری بھی ہے جس کے مطابق حضرت ابوعمامہ اسعد بن زرارہؓ تھے جنہوں نے مدینہ میں پہلا جمعہ پڑھایا۔ بہرحال

حضرت مصعبؓ پہلے مبلغ تھے۔ حضرت مصعبؓ حضرت اسعد بن زرارۃؓ کو ساتھ لے کر انصار کے مختلف محلّوں میں تبلیغ کی غرض سے جاتے تھے۔ حضرت مصعبؓ کی تبلیغ سے بہت سے صحابہؓ مسلمان ہوئے جن میں کبائر صحابہ مثلاً حضرت سعد بن معاذؓ ، حضرت عباد بن بشرؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ، حضرت اسید بن حضیرؓ وغیرہ شامل تھے۔ حضور انور نے حضرت مصعبؓ کی تبلیغی مساعی اور کوششوں کا ذکر کیا اورفرمایا کہ سعد بن معاذؓ اوراسید بن الحضیرؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد دونوں نے مل کر خود اپنے ہاتھ سے اپنی قوم کے بت نکال کر توڑے۔حضرت مصعبؓ کی تبلیغ سے بہت سے افراد مسلمان ہوئے۔ حضور انور نے فرمایا:حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ذکر میں مزید ابھی ذکر بھی ہے جاری رہے گا۔ انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان ہو گا۔

حضور انور نے خطبہ کے آخر پردو مرحومین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: مکرم ملک منور احمد جاوید ابن مکرم ملک مظفر احمد 22فروری کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ ملک منور احمد جاوید کے دادا حضرت ڈاکٹر ظفر چوہدری تھے اور ان کے نانا حضرت شیخ عبدالکریم تھے جن کا تعلق غازی پور ضلع گورداسپور سے تھا اور دادا جو تھے وہ دھرم کوٹ رندھاوا کے تھے۔ دونوں بزرگوں نے یعنی دادا اور نانا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور صحابیت کا شرف پایا۔

آپ نےاپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ 18اگست 1983ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نےآپ کا وقف منظور فرمایا ۔ 28اگست 1983ء کوآپ کا ابتدائی تقرر وکالت صنعت و تجارت میں ہوا تھا۔ وقف سے قبل آپ نے ابتدائی16 سال سیکرٹریٹ حکومت پنجاب میں سروس کی، اس کے بعد تقریباً 10سال ذاتی کاروبار کرتے رہے۔ نومبر 1983ء میں آپ مینیجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز مقرر ہوئے۔ 84ء میں معاون ناظر ضیافت مقرر ہوئے۔ 20اپریل 1983ء سے جولائی 2016ء تک بطور نائب ناظر ضیافت فرائض ادا کرنے کی توفیق ملی۔ 1990ء میں کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ کے جب قائم ہوئی کفالت یکصد یتامی کی کمیٹی تو اس کے پہلے سیکرٹری مقرر ہوئے اور قریباً 20 سال تک اس خدمت کی توفیق ملی آپ کو۔ خدام الاحمدیہ پاکستان میں 1968ء سے 1970ء تک مجلس خدام الاحمدیہ میں بطور قائد ضلع اور علاقہ لاہور رہے اور یہ تقریباً 10 سال کا عرصہ خدمت کا بنتا ہے۔ انصار اللہ میں 84ء سے 14ء تک ان کو خدمت کا موقع ملا۔ 84ء سے 14ء تک 31 سال تک انصار اللہ پاکستان میں قائد تحریک جدید ، قائد تربیت اور قائداشاعت اور پھر یہ آخری5 سال نائب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان خدمت کی توفیق ملی۔

ملک منور احمد جاوید صاحب اعلیٰ درجہ کی انتظامی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ راتوں کو اٹھ کر دارالضیافت کا چکر لگاتے، کارکنوں سے جائزہ لیتے اور موسم کے مطابق اُن کے لئے چائے اور انڈوں وغیرہ کا انتظام کرواتے۔ کارکنان دارالضیافت سے اُن کا بہت محبت شفقت اور ہمدردی کا سلوک تھاہر کارکن کے گھریلو افراد سے باخبر رہتے اور خاموشی سے ہر ممکن مالی مدد بھی کرتے۔ بعض دفعہ دارالضیافت میں رَش زیادہ ہونے کی صورت میں مہمانوں کو رہائش کی مشکلات پیش آتی تھیں اور بعض مہمان تو سرعام اور دفتر میں آ کر بھی بعض دفعہ سخت جملے اور الفاظ کہہ دیتے تھے مگر مرحوم بڑی خندہ پیشانی سے تمام بات سنتے ۔ فرمایا: بعض دفعہ مہمان بھی زیادتی کر جاتے ہیں مجھے بھی شکایتیں آتی ہیں کہ جی دارالضیافت میں یہ سلوک ہوا وہ سلوک ہوا لیکن تحقیق کرو تو پتا لگتا ہے کہ مہمانوں میں بھی صبر نہیں ہے۔ ٹھیک ہے ہمیں اُن کی عزت کرنی چاہئے ہمارے شعبہ کو لیکن مہمانوں کو بھی چاہئے کہ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں اور جب ایسی صورتحال ہو بعض دفعہ تو انتظامیہ سے تعاون کرنے کی کوشش کیا کریں۔ بہرحال ملک صاحب نے اپنے وقف کا حق ادا کر دیا اور جب میں ناظر اعلیٰ تھا تو اس وقت ناظر ضیافت بھی تھا میں اور یہ نائب ناظر ضیافت تھے اور میں نے دیکھا ہے کہ جماعتی اموال کی بڑی درد سے فکر رکھتے تھے اور حق بات کہنے سے کبھی نہیں رکتے تھے اور یہی خوبی ہے جو ہر واقف زندگی میں ہونی چاہئے کہ اپنی رائے کو ادب کا لحاظ رکھتے ہوئے صحیح طرح پیش کریں۔ خلافت سے وفا کا تعلق تو بہت بلند تھا جس کا اظہار ان کے ہر خط سے ہوتا تھا اور ہر ملاقات سے جب بھی وہ ملے مجھ سے دو دفعہ ملے ہیں اندازہ ہوتا تھا اس کا۔اللہ تعالیٰ ان سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے ۔

فرمایا:دوسرا جنازہ مکرم پروفیسر منور شمیم خالد ابن شیخ محبوب عالم خالد کا ہے جو 16فروری 2020ء کو ربوہ میں تقریباً 81سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ ان کے والد شیخ محبوب عالم خالد تھے جو پہلے ٹی۔آئی کالج میں پروفیسر تھے پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کو ناظر بیت المال آمد بنایا بڑالمبا عرصہ یہ ناظر بیت المال آمد رہے پھر صدر صدر انجمن احمدیہ کا تقرر کیا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کا۔ یہ شمیم خالد ان کے سب سے بڑے بیٹے تھے ۔ 1964ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے منور شمیم خالد کا نکاح مسجد مبارک میں پڑھایا تھا اور اس موقع پر خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ بھی فقرہ کہا کہ پروفیسر منور شمیم خالد جو میرے گہرے دوست پروفیسر محبوب عالم خالد صاحب کے بیٹے ہیں مجھے اپنے بیٹوں کی طرح عزیز ہیں۔ بہت تعلق تھا خلیفۃالمسیح الثالثؒ کا ان کے والد صاحب کے ساتھ بھی۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ پاکستان میں ان کی خدمات کا سلسلہ 28 سال پر محیط ہے۔ منور شمیم خالد بیشمار خوبیوں کے مالک تھے ۔ خلیفۂ وقت سے والہانہ محبت اور عقیدت اور اطاعت تھی اور خطبات بہت غور سے سنتے تھے اور پھر بڑے نکات نکالا کرتے تھے۔ پابند صوم و صلوۃ ،تہجد گزار، باجماعت پنجوقتہ نماز کے پابند ۔ خدمت دین میں اخلاص و وفا اور محنت نمایاں خوبیاں تھیں ان کی۔ بڑی خاموشی سے خدمت کرنے والے تھے نہایت شفیق باوفا اور محبت سے پیش آنے والے وجود تھے ۔ نظام خلافت اور نظام جماعت کے انتہائی درجہ پابندی کرنے والے اور اطاعت کرنے والے تھے اور خلافت کے بعد بھی ان کے تعلق کا جو اظہار تھا وہ غیر معمولی تھا۔اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے ۔حضور انور نے نماز جمعہ کے بعد ان دونوں مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھانےکا بھی اعلان فرمایا۔

****

مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ 22 تا 28 فروری 2020ء

(سعید الدین احمد۔لندن)

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن کی خدمت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گزشتہ ہفتے کی مصروفیات کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ پیارے حضور انور کو صحت و سلامتی سے رکھے اور ہر آن اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں واقع ایوان مسرور میں گلشن وقف نو (خدام) میں شمولیت فرمائی ۔اس کلاس میں خدام کی تعداد تقریباً 700 تھی۔ کلاس میں خدام نے اپنے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ سے مختلف نوعیت کے سوالات بھی پوچھے جن کے حضور انور نے ازراہ شفقت جواب عطا فرمائے۔

دوران ہفتہ ایک دن نماز عصر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل 4 نکاحوں کا اعلان بھی فرمایا اور ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا بھی کروائی۔

1. عزیزہ عُشبہ صبیحہ (واقفہ نو) بنت مکرم ظفر ممتاز ربوہ ہمراہ عزیزم حافظ خواجہ منادی احمد فیاض(مربی سلسلہ۔استاد جامعہ احمدیہ ربوہ) ابن مکرم خواجہ ایاز احمد سجاد(مربی سلسلہ۔وکالت دیوان ربوہ)
2. عزیزہ مدثرہ ارشد بنت مکرم ارشد محمود (منڈی بہاؤالدین) ہمراہ عزیزم سجیل احمد (مربی سلسلہ۔ ریسرچ سیل ربوہ) ابن مکرم لیاقت علی
3. عزیزہ روبینہ فہیم(واقفہ نو) بنت مکرم فہیم احمد (پرنسپل جامعتہ المبشرین گھانا) ہمراہ عزیزم احمد جان (واقف نو) ابن مکرم پیر انعام الرحمان (فیصل آباد)
4. عزیزہ قدسیہ جبین بنت مکرم اقبال احمد (لندن) ہمراہ عزیزم مباہل احمد ابن مکرم شکیل احمد شیخ (لندن)

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد ’’دارالسلام‘‘ ساؤتھ آل کا افتتاح فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد ’’دارالسلام‘‘ میں نماز مغرب و عشاء کے بعد احباب جماعت سے خطاب فرمایا ۔ بعدازاں حضور انور نے افتتاحی تقریب میں بھی شمولیت فرمائی اور ایمان افروز خطاب فرمایا۔

دوران ہفتہ ایک دن نماز عصر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم محمد احمد کی کار کو بھی متبرک فرمایا۔

دوران ہفتہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مسجد مبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں ارشاد فرمایا جو کہ MTA کے مواصلاتی نظام کے تحت پوری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ اس خطبہ جمعہ میں بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جانثار بدری صحابہ کرام کا ذکر جاری رکھا۔ خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دو مرحومین کا ذکر خیر بھی فرمایا اور اُن کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1. مکرم ملک منور احمد جاوید(سابق نائب ناظر ضیافت صدر انجمن احمدیہ و سابق نائب صدر مجلس انصاراللہ)
2. مکرم پروفیسر منور شمیم خالد

دوران ہفتہ حضور انور نے 5 روز دفتری ملاقاتیں فرمائیں جن کی تعداد 16 رہی ۔دفتری ملاقاتوں میں متعدد افسران صیغہ، مبلغین، مربیان سلسلہ، واقفین زندگی و دیگر احباب نے حضور انور سے قیمتی ہدایات وصول کیں۔

دوران ہفتہ حضور انور نے 5 روز ذاتی ملاقاتیں بھی فرمائیں جن کی تعداد 118رہی۔ذاتی ملاقات کے لئے حاضر ہونے والے احباب کا تعلق مندرجہ ذیل ممالک سے تھا۔

امریکہ، جرمنی، کینیڈا،یوکے، عرب ممالک، بیلجئم، پاکستان، انڈیا، اسپین،ٹرینیڈاڈ

******

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

ONLINE EDITION

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

انیس احمد ندیم۔جاپان

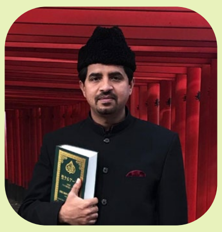

کورونا وائرس کی وبا کے پیش نظر دعائیہ تقریب

مسجد بیت الاحد جاپان میں احمدی مسلمانوں کے ساتھ جاپانیوں کی بھی نماز میں شرکت

چین کے شہر ''ووہان'' سے شروع ہونے والا کورونا وائرس اب تک 30سے زائد ممالک میں پھیل چکا ہے ۔ متاثرین کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تک جا پہنچی ہے ، جبکہ چین کے علاوہ جاپان ، کوریا، ایران، اٹلی ،تائیوان اور ہانگ کانگ سمیت ہلاک شدگان کی تعداد 2ہزار800سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔

چینی ماہرین اور دنیا بھر کے سائنسدان اب تک اس وائرس کے پھیلاؤ کی وجہ دریافت کرنے میں ناکام ہیں ۔ نیز محققین تمام تر کاوشوں کے باوجود ویکسین کی دریافت کے بارہ میں کسی حتمی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے۔

کورونا وائرس چونکہ متعدی اور وبائی مرض ہے لہٰذا اس نے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر دنیا بھر میں خوف و ہراس پیدا کرر کھا ہے ۔ عام خیال یہی ہے کہ چین کے جدید صنعتی شہر ''ووہان''سے سفر کرنے والے چینی باشندوں کے ذریعہ یہ مہلک وائرس دنیا بھر میں پھیلنے کا سبب بنا ہے ۔

کورونا کے زیادہ تر مریضوں میں گلے کی خرابی، کھانسی یا سانس کی نالی میں تکلیف کے ساتھ ساتھ بخار کی شکایات نوٹ کی گئی ہیں ۔کھانسی اور چھینک کے ذریعہ منہ سے نکلنے والا مواد ہاتھوں کو لگتا ہے اور ہاتھوں کے ذریعہ یہ وائرس بتدریج پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ماسک نہ پہننے کی صورت میں کھانسنے اور چھینک کی صورت میں یہ جراثیم ہوا کے ذریعہ ایک دو میٹر دور لوگوں تک بھی منتقل ہوتے ہیں ۔

طبّی ماہرین کی طرف سے احتیاطی تدابیر کے طور پر ماسک پہننا، اچھی طرح ہاتھ دھونا اور ہاتھوں پر الکحل کا چھڑکاؤ مفید قرار دیا جارہا ہے ۔جاپان میں ان احتیاطی تدابیر سے اس وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے میں کافی حد تک مدد ملی ہے ۔

کورونا وائرس کی مہلک وباء کی خبر ہی جماعت احمدیہ جاپان نے اس حوالہ سے آگاہی اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی مہم شروع کرر کھی ہے ۔ جاپان میں رہنے والے احمدی احباب اور دیگر مسلمانوں کو وباؤں کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصائح اور ارشادات پہنچانے کے علاوہ علاج معالجہ اور تمام تر احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی تلقین کی جارہی ہے ۔نیز جاپانی اور اردو زبان میں بیماریوں اور تکالیف سے محفوظ رکھنے والی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی اشاعت کے ذریعہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے اس مؤقف کا اظہار کیا جارہا ہے کہ ہمارا توکل اور ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ دعائیں سنتا ہے اور یہ دعائیں ہی ہیں جو ہمیں اس آفت اور مہلک مصیبت سے نجات دے سکتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندوستان اور دنیا بھر میں طاعون کی وباء کے موقع پر احباب جماعت کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کر دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی تھی۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی اس نصیحت کے پیش نظرمسجد بیت الاحد جاپان میں ایک باقاعدہ دعائیہ تقریب مؤرخہ 24فروری 2020ء کو منعقد کی گئی ۔ اس تقریب میں 25جاپانی معزز مہمان شامل ہوئے۔ اس تقریب کے ذریعہ جماعت احمدیہ جاپان نے اپنے اس موقف کا اعادہ کیا کہ اس آفت اور مہلک وبائی مرض کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں اپنے خالق و مالک سے رجوع کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم مانگنا چاہئے کہ وہ اپنی مخلوق کو اس ناگہانی وبا سے محفوظ رکھے ۔ اس تقریب میں جاپانی مہمانوں سمیت حاضر احباب نے پیارے رسول رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک دعا پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی کہ کورونا وائرس کی تباہی سے اپنی مخلوق کو بچالے ۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَاْسَ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِی
لَا شَفَاء اِلَّا شِفَاءُکَ فَاشْفِنِی لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

اے ہمارے پروردگار ! تکالیف سے نجات دینے والے ۔تُو ہی شفا عطا فرما کہ تیری ذات کے سوا شفا بخشنے والا کوئی اور نہیں ۔ اے ہمارے مولیٰ! اس رنگ میں شفا عطا فرما کہ اس بیماری کا اثر اور نشان تک باقی نہ رہے ۔ آمین

میڈیا کے ذریعہ اسلام احمدیت کے مؤقف کی اشاعت

جاپان کے تین مشہور ٹی وی چینلز کے ذریعہ مسلسل دو دن مسجد بیت الاحد جاپان کی اس دعائیہ تقریب کے مناظر دکھانے کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کے اس موقف کا اعادہ کیا جاتا رہے کہ ''ہم محض دعائیں کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم مانگ سکتے ہیں اور ہمارے نزدیک سب سے مقدم دعا ہی ہے ۔''

ان چینلز پر خبر نشر ہونے کے بعد کئی جاپانی احباب نے جماعت سے رابطہ کیا اور اپنے پیغامات میں کہا کہ آج سے ہم بھی دعا کریں گے ۔ کئی احباب نے کہا کہ آج ٹی وی پر خبر سن کر میں نے بھی دعا کی ہے کہ اور ہمیں دعا کی طاقت کا احساس ہوا ہے ۔

ایک جاپانی خاتون Tajima Hiromiصاحبہ نے مذکورہ بالا دعا جاپانی ترجمہ کے ساتھ حاصل کی اور اپنی فیس بک پوسٹ کے ذریعہ اور اپنے پیغام کے ذریعہ اس بات کا اظہار کیا کہ انہوں نے یہ دعا اپنے کمرہ میں لگا لی ہے اور روزانہ اس کو پڑھا کریں گی ۔

اس دعائیہ تقریب کے بعد اذان دی گئی اور نماز ظہر ادا کی گئی۔ تمام جاپانی مہمان صف بستہ ہو کر نماز میں شامل ہوئے ۔ نماز سے قبل مہمانوں کو وضاحت کی گئی کہ ہم نماز میں اور خصوصاً سجدہ میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لہٰذا یہ موقع اللہ تعالیٰ سے رحم اور فضل مانگنے کے لئے سب سے بہترین تصور کیا جاتا ہے لہٰذا آپ کسی بھی زبان میں دعا مانگ سکتے ہیں ۔

بندگانِ خدا کو امام الزماں کی دردمندانہ نصیحت

طاعون کی وباء کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو خصوصا اور مسلمانوں کو عموماً نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ

''مسلمانوں کو چاہیے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجا لاویں ۔ نماز کے پابند ہوں ۔ ہر ایک فسق و فجور سے پرہیز کریں ۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں ۔ غریبوں اور ہمسائیوں ، اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ و خیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے رو رو کر دعا کریں ۔ پچھلی رات اٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں ۔غرض ہر قسم کے نیک کام بجا لائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اُس خدا سے ڈریں جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 6)

****

طلوع و غروب آفتاب

2مارچ 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	5:30	18:22
مدینہ منورہ	05:33	18:20
قادیان	05:40	18:21
ربوہ	5:13	18:10
اسلام آباد ٹلفورڈ	4:51	17:43